سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

ایام حج کے فضائل، مسائل اور اعمال

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم أما بعد فاعوذ باالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم قال الله تبارك وتعالیٰ :وَالْفَجْرِ ۔وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۔ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۔ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۔(الفجر :۱تا ۵)

''قسم ہے (فجر کے وقت کی)اور(ذی الحجہ کے) دس راتوں کی اور جفت و طاق کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چلنے لگے (یعنی گذرنے لگے) کیوں اس (قسم مذکور) میں عقل مند کے واسطے کافی قسم بھی ہے''

میرے محترم دوستو! رمضان المبارک گذرنے کے بعد شوال اور پھر ذی القعدہ اور اسکے بعد دس دن ذی الحجہ کے بہت اہمیت کے حامل ہیں ۔ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس قدر شدید گرمی اور لو میں پورے ۲۹ دن کے روزے رکھے جو خداوندقدوس کی مہربانی اور توفیق ہی سے اختتام پذیر ہوئے اگر اللہ ہمیں سخت بھوک اور پیاس برداشت کرنے کی توفیق نہ دیتا تو ہم ہرگز اس عظیم عبادت یعنی رمضان شریف کے روزے نہ رکھ سکتے

ادائیگی حج کے تین مہینے

بہرحال بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کے اندر ایک عجیب ترتیب رکھی ہوئی ہے کہ سب سے پہلے رمضان لائے اور اس مبارک مہینے میں ۳۰ یا ۲۹ دن کے روزے فرض فرمادئے جسکی ادائیگی سے گویا روح انسانی کی تنقید وتطہیر ہوگی اور روح اس قابل ہوگیا کہ وہ باقی آنے والے عبادات یعنی حج، قربانی وغیرہ عبادات آسان اور لگن کے ساتھ ادا کریں اور حصول رضائے مولا کیلئے کوشاں اور مستعد رہیں یعنی وجہ یہ ہے کہ رمضان ختم ہوتے ہی شوال المکرّم حج کا مہینہ شروع ہوگیا چونکہ حج کی ادائیگی کے تین ہی مہینے ہیں شوال، ذی القعدہ ،اور ذی الحجہ اگر چہ حج کے مخصوص ارکان تو ذی الحجہ میں ادا ہوتے ہیں لیکن حج کے لئے احرام باندھنا شوال سے جائز اور مستحب ہوجاتا ہے لہذا اگر کوئی مسلمان حج کو جانا چاہے تو اس کے لئے شوال کی پہلی تاریخ سے احرام حج باندھنا جائز ہے اللہ تعالیٰ نے اختتام رمضان پر بطور شکرانہ صدقہ فطر لازم قرار دیا اور دوسری عبادت اختتام حج پر قربانی فرض قرار دی گئی ، یہ دونوں عبادتیں یعنی صدقہ الفطر اور قربانی شکرانے کے طور پر ،ہم مسلمان ادا کررہے ہیں اور اسی طرح دوگانہ عیدین بھی رمضان اور حج کے ادا کرنے

کے لئے شکرانہ ہیں۔

ذی الحجہ کی فضیلت

میرا مقصد ذی الحجہ کی فضیلت اور اس کے اندر جو عبادتیں ہوتی ہیں تم کو آگاہ کرنا ہے ذی الحجہ کی دس راتیں نہایت فضیلت اور شرف و بزرگی کی حامل ہے قرآن کریم میں ان دس راتوں کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے قسم کھانے کا مطلب یہ نہیں کہ نعوذ باللہ خدا کی باتوں میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش ہے، بلکہ جہاں اس طرح کی کوئی قسم کا قرآن پاک میں ذکر ہوتا ہے اس سے مراد مقسم بہ (جس چیز پر قسم کھائی ہے) کی منزلت ومرتبہ وشرافت معلوم ہوتی ہے، ایک اور جگہ ارشاد ہے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ یہاں بلد سے مراد مکہ مکرمہ ہے جو یقیناً محترم اور مشرف شہر ہے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (التین ۱-۳) انجیر اور زیتون کی درخت اور بلد امین پر قسم کھا کر ان تینوں کی عظمت وشرافت کو اشارہ کرنا ہے۔

ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں

اللہ پاک نے ذی الحجہ کی ان ابتدائی دس راتوں کی قسم کھائی ہے جو عظمت اور شرافت کی حامل ہیں اور خود نبی کریم ﷺ نے بھی ان دس راتوں کی عبادت کی فضیلت یوں ارشاد فرمائی ہے:

عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ايام احب الىٰ الله ان يتعبد له فيها من عشرذى الحجه يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة (الترمذى: باب الحج)

''حضرت ابوھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت کے اعمال دوسرے دنوں میں اتنے محبوب نہیں جتنے ان دس دنوں میں محبوب ہیں اسمیں ایک دن کا روزہ رکھنا ایک سال روزوں کے برابر ثواب رکھتا ہے''

یہاں تعبد کا لفظ آیا ہے جس سے مراد صرف روزے رکھنا نہیں بلکہ تمام عبادات ہیں خواہ صدقہ ہو نفلی عبادت ہو یا ذکر وتسبیح، اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ان دس راتوں میں سے ایک رات کی عبادت کا ثواب لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے اور ان ایام کی اس سے بڑی اور کیا فضیلت ہوگی کہ وہ عبادتیں جو سال کے دوسرے ایام میں انجام نہیں دی جاسکتیں ان کی انجام دہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان ایام کو منتخب فرمایا ہے مثلاً حج ایک ایسی عبادت ہے جو ان مخصوص دنوں کے علاوہ کسی اور مہینہ میں ادا نہیں ہوسکتی برخلاف دوسری عبادتوں کے، دوسری عبادتوں کا یہ حال ہے کہ انسان فرائض کے علاوہ جب چاہے جتنا چاہے نفلی عبادت

کرسکتا ہے اس طرح رمضان میں روزہ فرض ہے لیکن نفلی روزہ ایام رمضان کے علاوہ وہ جب چاہے رکھ سکتے ہیں، زکوٰہ پورے سال میں ایک مرتبہ فرض ہے، مگر نفلی صدقہ جب چاہے ادا کردیں، لیکن دو عبادتیں ایسی ہے کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر فرمایا ہے جب وہ مخصوص وقت گذر جاتا ہے ان کی ادائیگی کا وقت بھی ختم ہوجاتا ہے پھر اگر ان عبادتوں کو کیا جائے گا تو وہ عبادت ہی شمار نہیں ہوگی۔

ارکان حج

ان میں ایک عبادت حج ہے حج کے ارکان مثلاً عرفات میں جا کر ٹھہرنا مزدلفہ میں رات گذارنا، جمرات میں رمی کرنا وغیرہ یہ وہ اعمال اور افعال ہیں کہ اگر ان ایام میں انجام دی جائیں تو ٹھیک ہے اور عبادت ہے اس کے گذرنے کے بعد اگر کوئی شخص گیارہ مہینے عرفات میں ٹھہرا رہے لیکن یہ کوئی عبادت نہیں اور نہ کوئی اجر وثواب ہے اور اگر اس کو عبادت سمجھے تو وہ شخص گنہگار رہے گا، کیونکہ وہ زمانہ ہی گذر گیا جو عرفہ کے قیام کا تھا جمرات سال بھر اگر ایک شخص جا کر ان کو کنکریاں مارتا ہے تو یہ کوئی عبادت ہی نہیں تو حج جیسی اہم عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان ہی ایام عشرہ کو مقرر فرمایا ہے۔

قربانی کی فضیلت

دوسری عبادت قربانی ہے قربانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین دن ذی الحجہ کے مقرر فرمائے ہیں یعنی دس گیارہ اور بارہ تاریخ ان ایام کے علاوہ اگر کوئی شخص قربانی کی عبادت کرنا چاہے تو وہ قربانی نہیں رہے گی البتہ صدقہ محض رہ جائے گا، اور قربانی کرنے کے عظیم ثواب سے محروم رہے گا اس وجہ سے علمائے کرام نے لکھا کہ احادیث کی روشنی میں رمضان المبارک کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے ایام عشرہ ذی الحجہ کے ایام ہیں ان میں عبادتوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان ایام میں اپنے بندوں پر خصوصی رحمتیں نازل فرماتا ہے اب ان ایام کے اندر کچھ اعمال ہمارے مشروع ہوئے ہیں جن کا بجالانا ثواب کا کام ہے۔

بال وناخن نہ کاٹنا

ان میں ایک عمل جو مستحب ہے اور یہ فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس لئے اسکی رعایت رکھنے پر ثواب ملے گا اور وہ ہے ان ایام میں بال اور ناخن نہ کٹوانا یعنی جب ذی الحجہ کا چاند نظر آئے تو جو لوگ قربانی کرنا چاہتے ہیں انہیں مستحب ہے کہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹیں اسمیں چونکہ ایک گنا مناسبت مشابہت پیدا کرنا ہے حجاج کرام کیساتھ امام ابن ماجہ نے حدیث ذکر کرتا ہے:

من اراد ان یضحی فلایأخذ فی العشر من شعره واظفاره......الخ (ابن ماجه)

''یعنی تم میں سے اگر کوئی قربانی کا ارادہ کریں تو وہ ان دس ایام میں بال وناخن نہ کاٹیں''

بال وناخن نہ کاٹنے کی حکمت

یہ حکم بہت عجیب وغریب معلوم ہورہا ہے لیکن بات دراصل یہ ہے کہ ان ایام میں اللہ تعالیٰ نے حج کی ایک عظیم الشان عبادت مقرر فرمائی اور الحمد للہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس عبادت سے بہرہ اندوز ہورہی ہے اس وقت وہاں یہ حال ہے کہ گویا بیت اللہ کے اندر ایک ایسا مقناطیس لگا ہوا ہے جو لوگوں کو چار دانگ عالم سے کھینچ رہا ہے اور فرزندان توحید ٹھاٹے مارتے ہوئے سمندر کی طرح جمع ہورہے ہیں اور ان لوگوں کو حج بیت اللہ کی ادائیگی کا حکم ہورہا ہے جو اس سعادت سے سرفراز ہورہے ہیں ان حضرات کے لئے یہ حکم ہے کہ جب بیت اللہ شریف کی طرف جائیں تو وہ بیت محرم کی وردی یعنی احرام پہن کر جائیں اور پھر احرام کے اندر شریعت نے حجاج کرام پر بہت سی پابندیاں عائد کردی مثلاً کوئی حاجی سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا، خوشبوں نہیں لگا سکتا منہ نہیں ڈھانپ سکتا وغیرہ ان میں سے ایک پابندی بال اور ناخن نہ کاٹنا بھی ہے۔

حجاج کی مشابہت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے کرم رحمت اور مہربانی کو متوجہ کرنے کیلئے ہم سب مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ حجاج بیت اللہ سے کچھ مشابہت اختیار کرلوں اور تھوڑی مشابہت اپنے اندر پیدا کرلوں جس طرح وہ بال نہیں کاٹتے، یہ دس دن تم بھی اپنے بال اور ناخن نہ کاٹو اسلئے تو فرمایا: من تشبه بقوم فهو منهم خدا کی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے اگر حجاج کی مشابہت کی وجہ سے ہم گنہگاروں پر نظر کرم فرمائے۔ ہمارے بزرگ حضرات فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بہانہ ڈھونڈتی ہیں جب کہ وہ ہمیں یہ حکم دیتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حجاج کرام کے ساتھ ساتھ ہمیں اس کا کچھ حصہ عطاء فرمانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ میدان عرفات پر حجاج کرام کے لئے اپنا بے بہا اور بے تحاشا رحمت کا نزول فرماتا ہے تو کیا بعید ہے کہ وہ ہم پر بھی رحمت کا کچھ حصہ نازل فرماتا ہے: وماذلك علىٰ الله بعزيز۔

یوم عرفہ کی فضیلت

محترم سامعین! دوسری چیز جو ان یام مبارکہ میں ہمیں کرنا ہے وہ عرفہ کے دن کا روزہ ہے چونکہ میں نے پہلے عرض کردیا کہ ان ایام میں عبادت کا اجر زیادہ ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ ان ایام میں ایک یوم کے روزے کا ثواب ایک سال کے روزے کے برابر ہے اور ایک رات کی عبادت شب قدر کی رات کی برابر ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گویا مسلمان بندہ جو بھی عبادت کرسکتا ہے خواہ ذکر اذکار ہو تہجد ہو یا نفل

کی نماز ہو، تلاوت قرآن پاک ہو یا وظائف ودعا ضرور کرلے اور ۹ ذی الحجہ کا دن عرفہ کا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حجاج کرام کیلئے عظیم عبادت یعنی وقوف عرفہ تجویز فرمایا اور ہمارے لئے اس روز نفلی روزہ مقرر فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

صوم یوم عرفہ احتسب علیٰ اللہ تعالیٰ ان تکون کفارۃ لسنۃ قبلھا وسنۃ بعدھا(ابن ماجہ :کتاب الصیام)

''عرفہ کے دن کا روزہ رکھے تو مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ امید ہے کہ اس کے ایک سال پہلے اور اس کے ایک سال بعد کے گناہ کا کفارہ ہوجائیں گا''

یہاں پر ایک بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اس طرح کی حدیثیں سن کر ہم مطمئن ہوکر آرام سے بیٹھ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جب سب گناہ معاف ہونگے تو اب عمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یا بالفرض اگر گناہ کبیرہ بھی کردے تو وہ بھی بعض نیک اعمال کرنے کی وجہ سے معاف کردئے جاتے ہیں مثلاً جو حدیث میں آیا ہے کہ وضوء کے وقت بندہ مومن جو بھی عضو دھوتا ہے اس کے دھونے سے اس عضو سے کئے ہوئے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اسی طرح حدیث میں آیا ہے من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ جو مسلمان بندہ ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان شریف کا روزہ رکھے اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اس طرح کی روایات سے مراد باتفاق علماء کرام صغیرہ گناہ ہے کبائر کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ وہ دو قسم کے ہیں (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد،

حقوق اللہ: مثلاً نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنے میں غفلت آئی ہے یا کمی بیشی کی ہے وہ توبہ کرنے سے معاف ہوجاتے ہیں لیکن شرط اس کیلئے بھی سچی توبہ ہے اور سچی توبہ کے بارے میں بار بار بتا چکا ہوں۔

حقوق العباد: بندوں کے حقوق کی عدم ادائیگی ہے مثلاً کسی کا حق دار ہے کسی کا حق دبایا ہے کسی کا مال ہڑپ کرلیا یا کوئی چیز چوری کرلی ہے وغیرہ اس کے معاف ہونے کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے صاحب حق سے معافی مانگے اگر اس نے بخش دیا تو فبہا ونعمت ورنہ خدا وند قدوس بھی حق العبد معاف نہیں کرتا بس جب احادیث میں گناہوں کی معافی کا ذکر ہے اس سے اس سے مراد چھوٹے اور صغیرہ گناہ ہے۔

تکبیرات تشریق

دوسرا حکم عرفہ کا روزہ رکھنا ہے اور تیسرا عمل ان ایام کے اندر تکبیرات تشریق کا پڑھنا ہے جو عرفہ کے دن نماز فجر سے شروع ہوکر ۱۳ تاریخ کی عصر تک جاری رہتی ہے یہ تکبیرات ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الااللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

۔مردوں کیلئے بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے اور آہستہ آواز سے پڑھنا خلاف سنت ہے ان تکبیرات کا اصل مقصد شوکت اسلام کا مظاہرہ کرنا ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد مسجد میں اس تکبیرات کے نعرہ مستانہ سے گونج اٹھے لہٰذا اس کو بلند آواز سے کہنا ضروری ہے اس لئے تو عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے جاتے ہوئے راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہنا ضروری ہے اور یہ مسنون طریقہ ہے البتہ عیدالفطر کے موقع پر آہستہ آواز سے کہنی چاہئے۔

ایک بات یاد رکھو یہ تکبیرات تشریق خواتین کے لئے بھی مسنون ہیں اسمیں بڑی کوتاہی ہوتی ہے خواتین میں اس کا رواج بہت کم ہے بلکہ اکثر خواتین کو یہ مسئلہ معلوم تک نہیں اگر چہ خواتین پر وجوب کے بارے میں علماء کرام کے دوقول ہیں لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ عورتیں بھی 13 تاریخ تک یہ تکبیرات پڑھتی رہیں ،البتہ خواتین کے لئے آہستہ آواز سے پڑھنا چاہئے اور یاد آوری کیلئے یہ لکھ کر دیوار پر آویزاں کریں، تا کہ انہیں یاد آجائیں ،اور پھر چوتھا اور سب سے افضل عمل جو اللہ تعالیٰ نے ایام ذی الحجہ میں مقرر فرمایا ہے وہ قربانی کا ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ بعض اعمال مقررہ ایام کے علاوہ انجام نہیں دیے جاسکتے ،صرف ان ہی ایام میں ادا ہوسکتے ہیں۔ان میں سے ایک عمل قربانی کا بھی ہے یہ بھی مقررہ ایام یعنی ۱۰،۱۱،۱۲ تاریخ کو انجام دیا جاسکتا ہے اس کے بعد چاہے جتنے جانور بھی ذبح کردے جائیں لیکن قربانی نہیں ہوگی فرض ذمے سے ساقط نہیں ہوگا بلکہ ترک کرنے سے بندہ گنہگار ہی ہوگا لہذا حج ،قربانی ،تکبیرات تشریق یہ سب وہ اعمال ہیں جو ان دنوں کے علاوہ کسی اور وقت میں انجام نہیں دئے جاسکتے۔

ثواب وعدم ثواب

سامعین محترم ! اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی حقیقت سمجھانا چاہتے ہیں کہ حقیقت میں دین وہ ہے جس کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔خود نہ تو کسی عمل میں کچھ رکھا ہے نہ کسی جگہ میں اور نہ کسی وقت اور زمانے میں بلکہ اگر کوئی عمل قبول ہے تو تب جب اللہ تعالیٰ اس سے کرنے کا حکم فرمادیتا ہے یا اگر کوئی جگہ تبرک اور عظمت والی ہو تو تب ہے جب اللہ تعالیٰ اس برکت والی کہے اور اللہ تعالیٰ کیساتھ اس کی نسبت آجائے۔زمانہ اگر تبرک اور شرف والا ہے تو تب جب اللہ اسے شرف والا کہے اگر اللہ تعالیٰ کسی کام کے کرنے کا حکم فرمائے تو وہ کام ثواب رکھتا ہے اور اگر کسی عمل کرنے سے روکے تو پھر اسکے کرنے میں کوئی ثواب نہیں۔

مثلاً میدان عرفہ کو لیجئے! یہ ایک بنجر زمین ہے یہاں کوئی میوہ دار درخت یا حسین وجمیل درخت نہیں لیکن ۹ ذی الحجہ کے علاوہ ۳۵۹ دن وہاں گذارے جائیں پھر بھی قیام عرفہ کا ثواب نہیں ملے گا ،حالانکہ وہی میدان جبل رحمت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے عام دنوں کے وقوف کرنے کو نہیں کہا جب اس نے اس نو ذی

الحجہ کو فضیلت بخشی ہے ،تو ۹ ذی الحجہ ہی عبادت کا دن ہوگا اسی طرح اگر کوئی بندہ عرفہ کے دن میدان عرفات کے باہر قریب کچھ فاصلے پر ساری رات ہی وقوف کرے اور حدود عرفات سے تھوڑے فاصلے پر ہے لیکن ثواب کچھ نہیں ملا الٹا یہ ہوا کہ حج دوبارہ کرنا ہوگا آمدم برسر مطلب کہ نہ تو عمل میں کچھ ہے نہ ہی کسی مکان میں اور ہی کسی زمان میں کچھ فضیلت بزرگی اور شرافت ہے ، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی وجہ سے یہی اصل دین ہے صراط مستقیم ہے ایک اور بات سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کی فضیلت دیگر مساجد میں ایک لاکھ نمازوں کی برابر ہے اب کوئی حاجی بھی اس فضیلت کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ،لیکن جب ۸ ذی الحجہ کی تاریخ آجاتی ہے ،تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہوتا ہے کہ اب تم ایک نماز کا ایک لاکھ ثواب چھوڑ کر منٰی کی گھاٹیوں میں جاکر پتھریلی زمین پر جاکر پڑاو ڈالو،اور آٹھ ذی الحجہ کی ظہر سے لیکر ۹ ذی الحجہ کی فجر تک وقت یہاں منٰی میں گذارو،اگر ہم غور کریں تو حاجی کا منٰی میں کچھ کام نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اب یہ سب کچھ عبادت ہے اور اس کے خلاف کرنا گناہ اور نافرمانی ہے مطلب یہی ہوا کہ اس کے حکم کے ذریعے یہ بتانا مقصود ہے کہ جو ثواب جس عمل یا جس وقت میں ہے وہ ہمارے کہنے کی وجہ سے ہے اگر کوئی احمق یہ سوچے کہ منٰی میں تو کچھ کام نہیں چلو یہ پانچ نمازیں مسجد حرام میں ہی پڑھ لوں گا ،تو اس شخص کو ایک نماز لاکھ نمازوں کا ثواب تو کیا ایک نماز کا ثواب بھی نہیں ملے گا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی ۔

قربانی کی حکمت و مصلحت

قربانی کا جانور ذبح کرنا بھی کچھ اس طرح ہے اگر کوئی کہے کہ جانور ذبح کرنے میں کیا حکمت اور مصلحت ہے ،فضول خرچی اور جانوروں کا ضیاع ہے دولت اور پیسہ خرچ کرنا ہے اس کے بجائے اگر یہ مال اور غریبوں مسکینوں اور بیواؤں پر خرچ کیا جاتا تو بہت اچھا ہوتا لیکن ہم حکم خداوندی میں حکمتیں اور مصلحتیں تلاش نہیں کرتے ان دنوں میں سب سے بڑی عبادت قربانی کا خون ہے ، جو زمین پر گر جاتا ہے ،اور اس دن یعنی یوم النحر کا بہترین عمل اہراق الدم خون بہانا ہے حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے :

عن عائشہؓ ان النبی ﷺ قال ما عمل ابن آدم یوم النحر عملا احب الی اللّٰہ عزوجل من هراقة الدم وانه لیاتی یوم القیامة یقرونها واظلا فهاواشعارها وان الدم لیقع من الله بمکان قبل ان یقع علی الارض فطیبو بها نفسا (ابن ماجه ص ۲۲٦ باب الثواب الاضحیه)

’’ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہے کہ عید قربانی کے دن ابن آدم کا کوئی عمل قربانی

سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں قیامت کے دن قربانی کے جانور کے سینگ، بال تک
اعمال حسنہ کو بھاری کرینگے اس کے خون کے قطرے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ
کے ہاں مقبول ہوجاتے ہیں،تو طیب نفس اور خوشی سے قربانی کرتے رہو"

چونکہ یہاں بہانا ہی خداوند کا محبوب ترین عمل ہے لہٰذا اس کے بجائے مسکینوں غریبوں پر رقم خرچ کرنا قربانی کا خون بہانے کے قائم مقام ہر گز نہیں ہوسکتا بس ہمیں خداوند تعالیٰ کا حکم کا ماننا ہے جو اصل ایمان ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

قربانی کا سبق

اب آخری بات گزارش کرنی ہے وہ یہ کہ قربانی ہمیں کیا سبق دیتی ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ حج کی پوری عبادت اور ادائیں گویا دیوانگی ہے یہاں عقل کی تدبیر میں کوئی ترکیبیں نہیں چلتیں ،یہیں دیوانگی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اسی دیوانگی کا اس نے حکم دیا ہے پس سب سے اچھی عبادت یہی ہے لاکھوں کروڑوں جانور ذبح ہوتے ہیں ندی نالیاں خون سے بھر جاتی ہیں لیکن عقل کے سانچے میں جو چیزیں ہم نے بٹھا رکھی ہے اور جو سینے میں بت بسار کھے ہے ان کو توڑنا ہے اور اس بات کا ادراک پیدا کرنا ہے کہ جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور ماننے میں ہے قربانی کا سارا فلسفہ بھی یہی ہے،اسلئے قربانی کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا،اور یہ لفظ قربان سے نکلا ہے اور لفظ قرُبان قرب سے نکلا ہے،تو گویا قربانی کے معنی ہوئے کہ ہر وہ چیز جس سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے اور اس سارے عمل میں یہ بتایا جارہا ہے،کہ ہمارے حکم کا اتباع کرنا ہی اصل دین ہے جب ہمارا حکم آجائے تو اس کے بعد عقلی گھوڑے دوڑانے کا موقع ہے نہ حکمتیں اور مصلحتیں تلاش کرنے کا موقع باقی رہتا ہے ایک مومن مسلمان کا کام یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے تو اپنا سر تسلیم خم کرے اور اس حکم کا اتباع کرے جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے بلاچوں وچراں حکم خداوندی کے سامنے سر جھکایا اور اسی طرح آپ کے فرزند ارجمند نے سر تسلیم خم کیا فرمایا فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ (الصٰفٰت: ۱۰۳) یعنی جب باپ بیٹے دونوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اور بیٹے کو ماتھے کے بل گرایا تاکہ اسے ذبح کرے ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے اسکی کوئی مصلحت نہیں پوچھی عقل کی کسوٹی پر یہ حکم پورا نہیں اترتا کوئی عاقل اس سے اچھا نہیں سمجھے گا لیکن احکام خداوندی میں عقل نہیں چلتا بس یہی فلسفہ ہوا کہ جو حکم احکم الحاکمین ارشاد فرمائیں،اس سے بلاچوں وچراں مان لیا جائے کہ یہیں کامل ایمان کا تقاضہ ہے،اللہ تعالیٰ ہم سب کو کما حقہ دین اسلام پر چلنے اور اسلام کے تمام احکامات کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔